اسلام اور مغرب

مستقبل کا منظر نامہ
تہذیبوں کا تصادم
(۲)

سیموئیل پی ہنٹنگٹن / ترجمہ و تلخیص : مسلم سجاد

ہم تہذیب ممالک کا تعاون

ایک تہذیب سے وابستہ ملک یا ملکوں کی دوسری تہذیب سے وابستہ لوگوں سے جنگ ہو جائے تو فطری طور پر وہ اپنے ہم تہذیب ممالک کو مدد پر بلاتے ہیں۔ سرد جنگ کے بعد کے دور میں' سیاسی نظریات یا توازنِ اقتدار کے روایتی تصورات کے بجائے' تہذیبی تعاون محسوس کیا جا سکتا ہے۔ خلیج' کاکیشیا' اور بوسنیا میں بڑے پیمانہ پر جنگیں نہیں لڑی گئیں' لیکن ان میں ہم تہذیب ممالک کو اپنے گرد جمع کرنے کا عنصر سامنے آیا۔ اس میں مستقبل کی جھلک دیکھی جا سکتی ہے۔

جنگِ خلیج اور دہرے معیار

۱۔ خلیج کی جنگ میں ایک عرب ملک نے دوسرے پر حملہ کر دیا' اور پھر عرب' مغربی اور دوسرے ملکوں کی متحدہ طاقت کے خلاف لڑائی لڑی۔ چند مسلمان ملکوں نے صدام حسین کی کھُلی حمایت کی' عربوں کے اشرافیہ نے اندرونی طور پر اس کی حوصلہ افزائی کی' اور عرب عوام میں اس نے غیر معمولی مقبولیت حاصل کی۔ اسلامی بنیاد پرست تحریکوں نے' مغرب کی حمایت یافتہ کویت اور سعودی عرب حکومت کے مقابلہ میں' متفقہ طور پر صدام حسین کی حمایت کی۔ صدام حسین نے عرب قومیت کا نعرہ ترک کرکے کھُل کر اسلام کی بنیاد پر اپیل کی۔ ایک عرب عالم نے کہا کہ "یہ عراق کے خلاف دنیا کی جنگ نہیں' بلکہ اسلام کے خلاف مغرب کی جنگ ہے"۔ ایران عراق دشمنی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے آیت اللہ خامنہ ای نے مغرب کے خلاف جہاد کے لیے

پکارا۔ جو عرب حکومتیں عراق مخالف اتحاد میں شامل تھیں، صدام حسین کی اس عمومی حمایت کی وجہ سے انھوں نے اپنا رویّہ نرم کیا، اور ۱۹۹۲ میں نو فلائی زون اور ۱۹۹۳ میں عراق پر بمباری کے فیصلوں سے اپنا فاصلہ برقرار رکھا۔ ۱۹۹۰ کا عظیم اتحاد ۱۹۹۳ میں صرف کویت اور مغربی طاقتوں کا اتحاد رہ گیا تھا۔

مسلمانوں نے عراق کے خلاف مغرب کے طرز عمل کا، سربوں کے مقابلے میں بوسنیا کے مسلمانوں کے تحفظ میں اور اسرائیل پر اقوام متحدہ کی قراردادوں کی خلاف ورزی پر پابندیاں لگانے میں ناکامی کے ساتھ مقابلہ کیا۔ انھوں نے کہا کہ مغرب دہرے معیارات پر عمل کر رہا ہے۔ تہذیبی تصادم کی دنیا دہرے معیار کی دنیا ہوتی ہے۔ لوگ اپنے ہم تہذیب ممالک پر ایک معیار کا اطلاق کرتے ہیں اور دوسروں پر بالکل دوسرے معیار کا۔

مذہبی تعلق کی اہمیت

۲ - سابق سوویت یونین کے تنازعات میں بھی ہم تہذیب ملکوں کے تعاون کا اظہار ہوا ہے۔ ۱۹۹۲، ۱۹۹۳ میں آرمینیا کی فوجی کامیابیوں نے ترکی کو اپنے ہم نسل، ہم زبان اور ہم مذہب آذریوں کی حمایت پر آمادہ کیا۔ اپنے آخری زمانہ میں روس کی حکومت نے آذربائیجان کی حمایت اس لیے کی تھی کہ وہاں کی حکومت سابق کیمونسٹوں کے ہاتھوں میں تھی۔ سوویت یونین کے خاتمہ پر مذہبی عنصر کو اہمیت حاصل ہو گئی۔ روسی فوجوں نے آرمینیوں کے ساتھ مل کر جنگ کی، اور آذربائیجان کی حکومت نے روسی حکومت پر الزام لگایا کہ وہ آرمنی عیسائیوں کی حمایت میں ۱۸۰ درجہ پلٹ گئی ہے۔

ہم مذہبوں کی حمایت

۳ - سابق یوگوسلاویہ میں لڑائی میں مسلمانوں پر کروٹ حملوں، اور بوسنیا کے ٹکڑے کرنے میں اس کے کردار پر کوئی تشویش ظاہر نہیں کی گئی۔ جرمنی اور یورپی برادری کے گیارہ ممبر ملکوں نے سلاوینا اور کروشیا کو تسلیم کرنے میں کوئی تاخیر نہ کی۔ ویٹکن نے تو ان کیتھولک ریاستوں کو یورپی برادری سے پہلے تسلیم کر لیا۔ امریکہ نے یورپ کی پیروی کی۔ اس طرح مغربی تہذیب کے اہم ممالک اپنے ہم مذہبوں کی پشت پر جمع ہو گئے۔ روس میں یالسٹن کی حکومت نے درمیانہ راستہ اختیار کرنے کی کوشش کی تاکہ سرب بھی ناراض نہ ہوں، اور مغرب سے علاحدہ روش بھی نہ ہو۔ تاہم روس کے قدامت پسند نیشنلسٹ گروہوں نے سربوں کی مکمل کر حمایت نہ کرنے پر

حکومت پر تنقید کی۔ ۱۹۹۳ کے اوائل میں مغربی افواج کے ساتھ کئی سو روسی لڑ رہے تھے اور روسی اسلحہ بھی سربیا کو فراہم کیا جا رہا تھا۔

مسلمان اور ان کی حکومتیں' بوسنیا کے مسلمانوں کی مدد نہ کرنے پر' مغرب کو مورد الزام قرار دے رہی تھیں۔ ایرانی رہنماؤں نے پوری دنیا کے مسلمانوں سے بوسنیا کے مسلمانوں کی امداد کی اپیل کی۔ ۱۹۹۲ تک دو درجن مسلم ممالک سے چار ہزار رضاکار بوسنیا میں لڑائی میں مصروف تھے۔ سعودی عرب اور دوسری مسلمان حکومتوں پر ان کے ملک کے بنیاد پرستوں کا سخت دباؤ تھا کہ بوسنیا کی بڑے پیمانے پر کھل کر مدد کی جائے۔

ہم تہذیب ملکوں اور گروہوں کے درمیان بھی تنازعات ہو سکتے ہیں' لیکن ایسے تنازعات دو مختلف تہذیبوں کے درمیان واقع ہونے والے تنازعات کے مقابلے میں کم سنگین ہوتے ہیں' اور زیادہ وسعت اور شدت بھی اختیار نہیں کرتے۔ ایک تہذیب سے تعلق کا اشتراک ایسے حالات میں تشدد کے امکانات کم کر دیتا ہے' جن میں بصورت دیگر اس کے زیادہ امکانات ہوتے۔

سابقہ سوویت یونین میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان شدید لڑائی ہوئی' اور مغربی اور آرتھوڈکس عیسائیوں کے درمیان بالٹک ریاستوں میں شدید کشمکش رہی' اور کچھ جھڑپیں بھی ہوئیں' لیکن روس اور یوکرائن کے درمیان کئی نزاعی امور کے باوجود عملاً کسی پُرتشدد کارروائی کی نوبت نہ آئی۔ اس لیے کہ دونوں سلاوک اور پروٹسٹنٹ ہیں۔

تہذیب کی بنیاد پر جمع ہونے کا عمل ابھی محدود ہے' لیکن اس میں اضافہ ہو رہا ہے اور اس میں مزید اضافہ کے امکانات ہیں۔ مقبول عوامی سیاستدان' سیاسی رہنماؤں اور میڈیا نے عوامی حمایت حاصل کرنے کا اور تذبذب کی شکار حکومتوں پر دباؤ ڈالنے کا ایک موثر ذریعہ پایا ہے۔ آنے والے برسوں میں ایسے مقامی تنازعات' جو بڑی جنگوں کی صورت اختیار کر سکتے ہیں' تہذیبوں کے درمیان خطوطِ اتصال پر ہوں گے۔

مستقبل کی عالمی جنگ اگر ہوئی تو تہذیبوں کے درمیان ہوگی۔

مغربی اور دیگر ممالک کی کشمکش

موجودہ صورتِ حال

دوسری تہذیبوں کے مقابلے میں آج مغربی تہذیب غیر معمولی طاقت کی حامل ہے اور اپنی معراج پر ہے۔ اس کی مخالف سُپرپاور نقشہ سے غائب ہو چکی ہے۔ مغربی ممالک کے درمیان باہمی

جنگ کا کوئی امکان نہیں ہے۔ مغرب کی فوجی طاقت کا اب کوئی مقابل نہیں ہے۔ جاپان کے علاوہ مغرب کو کوئی معاشی چیلنج درپیش نہیں ہے۔ دنیا کے سیاسی اور سلامتی کے اداروں پر مغرب کو خود' اور معاشی اداروں پر جاپان کے ساتھ مل کر اسے غلبہ حاصل ہے۔ امریکہ' برطانیہ اور فرانس کی نظامت دنیا کے سیاسی مسائل،اور سلامتی کے امور کا تصفیہ کرتی ہے' اور امریکہ' جرمنی اور جاپان کی نظامت معاشی مسائل طے کرتی ہے۔ یہ سب آپس میں گہرے رابطے رکھتے ہیں اور دوسرے بیشتر غیر مغربی ملکوں کو نظرانداز کرتے ہیں۔ سلامتی کونسل اور آئی ایم ایف کے وہ فیصلے جو مغرب کے مفادات کو پیش نظر رکھ کر کیے جاتے ہیں' دنیا میں اس طرح پیش کیے جاتے ہیں کہ جیسے وہ عالمی برادری کی آرزوؤں کے مطابق ہیں۔

اب "عالمی برادری" کے الفاظ امریکہ اور مغربی طاقتوں کے مفادات کی ترجمانی کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ مغرب آئی ایم ایف اور دوسرے عالمی معاشی اداروں کے ذریعے اپنے معاشی مفادات کو فروغ دیتا ہے اور دوسری قوموں پر ایسی معاشی پالیسیاں نافذ کرتا ہے جو وہ مناسب سمجھتا ہے۔ اگر غیر مغربی عوام سے رائے لی جائے تو آئی ایم ایف کو وزرائے خزانہ اور چند دوسرے افراد کی حمایت تو ملے گی لیکن عظیم اکثریت اسے ناپسند کرے گی۔ جارجی آرباتوف کے الفاظ میں اس کے افسران "ایسے نئے بالشویک ہیں جو دوسرے لوگوں کی رقوم غصب کرتے ہیں' سیاسی اور معاشی دائرہ میں غیر جمہوری قواعد نافذ کرتے ہیں اور معاشی آزادی ختم کر دیتے ہیں۔"

سلامتی کونسل پر مغربی طاقتوں کے غلبہ نے مغرب کے عراق کو کویت سے نکالنے اور عراق کی فوجی قوت ختم کرنے کے اقدام کو اقوام متحدہ کی چھتری مہیا کی۔ اسی وجہ سے امریکہ' برطانیہ اور فرانس نے سلامتی کونسل سے ایک ایسا مطالبہ کروایا جس کی پہلے کوئی نظیر نہیں ہے۔ یعنی یہ کہ لیبیا' پین ایم ۱۰۳ جہاز پر بمباری کے مشتبہ ملزمان کو حوالے کرے۔ اور نہ کرنے پر لیبیا پر پابندیاں عائد کی گئیں۔ سب سے بڑی عرب فوج کو شکست دینے کے بعد مغرب نے عرب دنیا میں اپنا وزن استعمال کرنے میں دیر نہیں کی۔ دراصل مغرب بین الاقوامی اداروں کو' اپنی فوجی قوت کو اور معاشی وسائل کو' دنیا اس طرح چلانے میں استعمال کر رہا ہے کہ مغرب کا غلبہ برقرار رہے' مغربی مفادات کا تحفظ ہو' اور مغرب کی سیاسی اور معاشی اقدار کو فروغ حاصل ہو۔

نئی دنیا کے بارے میں غیر مغربی طاقتوں کا یہ نقطۂ نظر ہے۔ اس میں بڑی حد تک سچائی ہے۔

بنیادی اختلافات

مغربی اور دیگر تہذیبوں کے درمیان کشمکش کا ایک دائرہ فوجی اور معاشی طاقت کے حصول کی کوشش ہے۔ ایک دوسرا دائرہ بنیادی عقائد اور اقدار میں اختلاف کا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مغربی تہذیب آفاقی ہے اور سب انسانوں کے لیے ہے۔ سطحی طور پر دیکھا جائے تو مغربی ثقافت پوری دنیا میں پھیل چکی ہے۔ لیکن گہرائی میں جاکر دیکھیں تو مغربی تصورات دوسری تہذیبوں کے تصورات سے بنیادی طور پر مختلف ہیں۔ انسانی حقوق' مساوات' آزادی' جمہوریت' فری مارکیٹ' قانون کی حکومت اور مذہب اور سیاست کی علاحدگی کے مغربی تصورات' اسلامی' جاپانی' ہندو' یا دیگر تہذیبوں میں بہت کم ملتے ہیں۔ مغرب کے ان تصورات کی اشاعت کی کوششوں کا عموماً الٹا ردعمل ہوتا ہے' جس کا اظہار غیر مغربی تہذیبوں میں مذہبی بنیاد پرستی کے لیے نوجوان نسل کی حمایت سے ہوتا ہے۔

مستقبل کی عالمی سیاست

مستقبل میں عالمی سیاست کا محور مغربی اور غیر مغربی طاقتوں کی کشمکش اور غیر مغربی تہذیبوں کا مغربی طاقت اور اقدار سے خلاف ردعمل ہوگا۔ یہ ردعمل تین طرح کا ہو سکتا ہے۔ برما اور شمالی کوریا کی طرح اپنے کو دنیا سے الگ تھلگ کرلینا' مغرب کی اقدار اور اداروں کو قبول کرلینا' یا اپنی سیاسی و معاشی طاقت میں اضافہ کرکے اور دوسری غیر مغربی طاقتوں کے تعاون سے مغرب کے مقابلہ میں توازن حاصل کرنا' یعنی اپنے معاشروں کو جدید تو بنانا لیکن مغرب زدہ نہ بنانا۔

منقسم ممالک

ترکی کی مثال

مستقبل میں جوں جوں لوگ اپنی شناخت اپنی تہذیب کی بنیاد پر کریں گے' سوویت یونین اور یوگوسلاویہ جیسے ممالک' جہاں مختلف تہذیبوں سے متعلق لوگوں کی آبادیاں ہیں' ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوں گے۔ کچھ دوسرے ممالک ہیں جہاں ثقافتی ہم آہنگی تو ہے لیکن اس بارے میں اختلاف رائے ہے کہ ان کا ملک دراصل کس تہذیب سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ منقسم ممالک ہیں۔ ان کے قائدین ملک کو مغرب کی راہ پر چلانا چاہتے ہیں' لیکن ان ممالک کی تاریخ' روایات' ثقافت

سب غیر مغربی ہیں۔ اس کا ایک واضح نمونہ ترکی ہے۔ اتاترک کی پیروی کرتے ہوئے اس کے قائدین ترکی کو ایک جدید سیکولر مغربی ریاست قرار دیتے ہیں۔ ناٹو اور خلیج کی جنگ میں وہ مغرب کی طرف تھے۔ انھوں نے یورپی برادری کی رکنیت کے لیے درخواست دی۔ دوسری طرف ترکی میں اسلامی احیا کے حامی عناصر ہیں جو ترکی کو بنیادی طور پر شرقِ اوسط کا مسلمان ملک قرار دیتے ہیں۔ پھر لطف یہ ہے کہ ترک قیادت ملک کو مغرب کا ملک قرار دیتی ہے' لیکن مغرب کی قیادت کو ترکی کی یہ حیثیت تسلیم نہیں ہے۔ ترکی یورپی برادری کا ممبر نہیں بن سکا ہے اور جیسا کہ صدر اوزال نے کہا کہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ "ہم مسلمان ہیں اور وہ عیسائی' لیکن وہ یہ مانیں گے نہیں۔"

اسلام کو انھوں نے خود رد کر دیا۔ مغرب نے ان کو رد کر دیا۔ اب وہ کہاں جائیں؟ شاید اس کا جواب تاشقند ہے۔ سوویت یونین کے خاتمہ نے ترکی کو موقع فراہم کیا ہے کہ وہ ترک تہذیب کے احیا کی قیادت کرے۔ اس میں یونان سے چین تک سات ممالک آتے ہیں۔ مغرب سے حوصلہ افزائی پاکر' ترکی اپنی اس نئی شناخت کے لیے سنجیدہ کوششیں کر رہا ہے۔

منقسم ملک کی ایک مثال میکسیکو ہے۔ اس کی ایک اور مثال روس بھی ہے' جہاں رائے عامہ اس بات پر منقسم ہے کہ روس دراصل مغرب کا حصہ ہے یا اسے ایشیائی ملک کی حیثیت سے اپنی پالیسیاں ترتیب دینا چاہئیں۔

شناخت کی شرائط

ایک منقسم ملک کو اپنی تہذیبی شناخت کسی ایک طرف وابستہ کرنے کے لیے تین شرائط پوری کرنا چاہئیں۔ اولاً اس کی سیاسی و معاشی قیادت کو اس اقدام کا پرجوش حامی ہونا چاہیے۔ ثانیاً اس کے عوام میں اسے تسلیم کرنے کے لیے آمادگی ہونا چاہیے۔ ثالثاً جس تہذیب سے وابستگی کے خواہاں ہیں اس کے غالب عناصر اسے خوش آمدید کہنے کے لیے تیار ہوں۔ میکسیکو میں تینوں شرائط پوری ہو رہی ہیں۔ لیکن ترکی میں صرف پہلی دو شرائط پوری ہوتی ہیں۔ جبکہ روس کی مغرب میں شمولیت کے بارے میں نہیں کہا جاسکتا کہ ایک بھی پوری ہوتی ہے۔

چین اور مسلم ممالک کا رابطہ

غیر مغربی ممالک کے مغرب کا حصہ بننے میں کئی رکاوٹیں ہیں۔ مشرقی یورپ اور لاطینی امریکہ کے ممالک کے لیے یہ سب سے کم ہیں۔ سابق سوویت یونین کے آرتھوڈکس ممالک

کے لیے یہ اس سے زیادہ ہیں۔ لیکن مسلمان' چینی' بدھ اور ہندو معاشروں کے لیے یہ اس سے بھی زائد ہیں۔ جاپان نے مغرب کی پیروی کرنے میں منفرد کامیابی حاصل کی ہے' پھر بھی کئی اعتبارات سے یہ مغرب سے مختلف ہے۔ جو ممالک اپنی ثقافت اور طاقت کی وجہ سے مغرب میں شامل نہیں ہونا چاہتے وہ اپنی معاشی' سیاسی اور فوجی طاقت بڑھا کر مغرب سے مقابلہ پر آتے ہیں۔ اس کے لیے وہ داخلی محاذ پر ترقی کو فروغ دیتے ہیں اور خارجہ محاذ پر دوسرے غیر مغربی ممالک سے تعاون کرتے ہیں۔ اس تعاون کی سب سے نمایاں مثال چین اور مسلم ممالک کا رابطہ ہے جو مغربی مفادات' اقدار اور طاقت کے لیے چیلنج کی حیثیت سے ابھرا ہے۔

اسلحہ کے بارے میں پالیسی

مغربی ممالک اپنی فوجی طاقت میں کمی کر رہے ہیں اور یالسٹن کی قیادت میں روس بھی یہ کر رہا ہے۔ جب کہ چین' شمالی کوریا اور شرق اوسط کی کئی ریاستیں اپنی فوجی طاقت میں خاطر خواہ اضافہ کر رہی ہیں۔ اسلحہ پر پابندی ایک مغربی تصور ہے۔ سرد جنگ کے دور میں اس کا مطلب یہ تھا کہ امریکہ اور اس کے اتحادیوں اور روس اور اس کے اتحادیوں کے درمیان ایک مستحکم فوجی توازن رہے۔ لیکن اب سرد جنگ کے بعد کے دور میں اس کا مطلب یہ ہے کہ غیر مغربی ممالک کو ایسی فوجی ترقی سے روکا جائے کہ وہ مغربی مفادات کے لیے خطرہ بن جائیں۔ مغرب بین الاقوامی معاہدات' معاشی دباؤ اور اسلحہ و ٹیکنالوجی کے تبادلہ پر پابندی کے ذریعے یہ مقصد حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

چین و مسلم ممالک' اور مغرب کے درمیان کشمکش نیوکلیئر' کیمیائی اور حیاتیاتی ہتھیار' بیلسٹک میزائل اور ان کو منتقل کرنے کے ذرائع پر مرکوز ہے۔ مغرب عدم پھیلاؤ کے تصور کو فروغ دیتا ہے اور اسے حاصل کرنے کے لیے عدم پھیلاؤ معاہدات اور نگران ٹیموں پر انحصار کرتا ہے۔ جو ملک اسلحہ کے پھیلاؤ میں شریک ہوتے ہیں انھیں پابندیوں کی دھمکی دی جاتی ہے اور جو نہیں شریک ہوتے انھیں کچھ فوائد بہم پہنچائے جاتے ہیں۔ فطری طور پر مغرب کی توجہ ان ممالک پر زیادہ ہے جو مغرب دشمن ہیں۔

غیر مغربی ممالک چاہتے ہیں کہ اپنے استحکام کے لیے اپنی ضروریات کے مطابق جو اسلحہ چاہیں حاصل کریں۔ وہ بھارتی وزیر دفاع کی اس بات کی سچائی کو محسوس کرتے ہیں کہ "جب تک تمہارے پاس نیوکلیئر ہتھیار نہ ہوں' امریکہ سے جنگ نہ کرو"۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ نیوکلیئر و کیمیائی ہتھیار اور میزائل مغرب کی روایتی بالادست فوجی طاقت کا برابری سے مقابلہ کر سکتے ہیں۔

چین کے پاس نیو کلیئر ہتھیار ہیں۔ انڈیا اور پاکستان انھیں استعمال کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ شمالی کوریا' ایران' عراق' لیبیا اور الجیریا انھیں حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

چین کا خطرہ

چین کی مسلسل بڑھتی ہوئی فوجی طاقت کی مغرب کے لیے مرکزی اہمیت ہے۔ چین نے غیر معمولی معاشی ترقی سے طاقت پاکر فوجی اخراجات میں اضافہ کردیا ہے۔ یہ سابق سوویت ریاستوں سے اسلحہ خرید رہا ہے۔ یہ دُور تک مار کرنے والے میزائل تیار کر رہا ہے۔ ۱۹۹۲ میں اس نے ایک میگاٹن بم کا دھماکہ کیا۔ جنوبی چین کے سمندر پر اس کی حاکمیت کے دعووں نے مشرقی ایشیا کی ریاستوں میں اسلحہ کی دوڑ شروع کردی ہے۔ اس نے لیبیا اور عراق کو ایسی اشیا برآمد کی ہیں جن سے نیو کلیئر ہتھیار اور اعصابی گیس تیار ہو سکتی ہے۔ اس نے الجیریا کو ری ایکٹر بنانے میں مدد فراہم کی ہے۔ اس نے ایران کو نیو کلیئر ٹیکنالوجی اور پاکستان کو تین سو میل دور تک مار کرنے والے میزائل فروخت کیے ہیں۔ اسلحہ اور اسلحہ ٹیکنالوجی کا رخ مشرقی ایشیا سے شرق اوسط کی طرف ہے۔ چین نے پاکستان سے سنگو میزائل حاصل کیے ہیں۔

اسلحہ کی نئی دوڑ

اس طرح چین اور مسلم ممالک کا فوجی رابطہ وجود میں آگیا ہے تاکہ یہ زیادہ سے زیادہ اسلحہ حاصل کرکے مغرب کی فوجی طاقت سے توازن پیدا کرے۔ ماضی کی اسلحہ کی دوڑ میں دونوں فریق خود اپنا اسلحہ تیار کرتے تھے تاکہ دوسرے فریق پر بالادستی حاصل کریں۔ اسلحہ کی اس نئی دوڑ میں ایک فریق اپنا اسلحہ تیار کر رہا ہے اور دوسرا اسے روکنے اور محدود کرنے کی کوشش کر رہا ہے' اور ساتھ ہی اپنی فوجی صلاحیت کو کم کر رہا ہے۔

مغرب کے لیے مضمرات

اس مقالہ میں یہ نہیں کہا گیا ہے کہ تہذیب کے حوالے سے شناخت دوسری تمام شناختوں کی جگہ لے لے گی' قومی ریاستیں ختم ہو جائیں گی' ہر تہذیب ایک واحد سیاسی اکائی کی صورت اختیار کرلے گی' اور ایک تہذیب کے دائرہ میں موجود گروہ ایک دوسرے سے نہیں لڑیں گے۔

اس مقالہ میں یہ نظریہ پیش کیا گیا ہے کہ تہذیبوں کے درمیان اختلافات حقیقی اور اہم ہیں۔ تہذیبی شعور میں اضافہ ہو رہا ہے۔ تہذیبوں کے درمیان کشمکش عالمی سطح پر نظریاتی یا دوسری نوعیت کے تنازعات کی جگہ لے لے گی۔ بین الاقوامی سیاست کا کھیل' جو تاریخی طور پر

مغربی تہذیب کے اندر ہی اندر کھیلا جاتا تھا' آہستہ آہستہ ایک ایسا کھیل ہو جائے گا جس میں غیر مغربی طاقتیں محض دوسروں کا ہدف نہ ہوں گی بلکہ خود فعال کردار ادا کریں گی۔ ہم تہذیب ممالک ' نہ کہ مختلف تہذیبوں کے ملک' معاشی' سیاسی اور سلامتی کے بین الاقوامی کامیاب ادارے قائم کریں گے۔

ہم تہذیب گروہوں کے درمیان تنازعات کے مقابلے میں مختلف تہذیبوں کے گروہوں کے درمیان تنازعات زیادہ پُرتشدد ہوں گے' اور زیادہ دیر تک چلیں گے اور بار بار ہوں گے۔ مختلف تہذیبوں کے گروہوں کے درمیان واقع ہونے والے پُرتشدد تنازعات پھیل کر عالمی جنگ برپا کروا سکتے ہیں۔ عالمی سیاست کا محور مغرب اور باقی دنیا کے تعلقات ہوں گے۔ منقسم ممالک کے اشرافیہ اپنے ملک کو مغرب کا جزو بنانے کی کوشش کریں گے لیکن اس مقصد کو حاصل کرنے میں بیشتر صورتوں میں انھیں رکاوٹوں کا سامنا ہوگا۔ مستقبل قریب میں محاذ آرائی کا ایک مرکز مغرب اور چین اور متعدد مسلم ممالک ہوں گے۔ ان باتوں کو بیان کرنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ محاذ آرائی اور تصادم مطلوب ہے۔ یہ صرف ایک نقشہ ہے کہ مستقبل کیسا ہو سکتا ہے۔ اگر یہ ممکن الوقوع محسوس ہوتا ہے تو مغربی پالیسی کے لیے اس کے مضمرات پر غور کرنا چاہیے۔ ان مضمرات کو مختصر اور طویل کے حوالے سے تقسیم کرنا چاہیے۔

مختصر المیعاد اقدامات

مختصر مدت کے حوالے سے یہ مغرب کے مفادات کا تقاضا ہے کہ وہ خود اپنے ہم تہذیب ممالک خصوصاً امریکہ اور یورپ کے درمیان زیادہ تعاون کو فروغ دے' مغربی یورپ اور لاطینی امریکہ کے معاشروں کو مغرب میں ضم کرے' روس اور جاپان کے ساتھ باہمی تعاون کے تعلقات کو قائم رکھے اور فروغ دے' مقامی بین التہذیبی تنازعات کو بڑے تنازعات بننے سے روکے' مغرب کی فوجی صلاحیت میں کمی کرنے کی پالیسی میں اعتدال پیدا کرے اور مشرقی اور جنوب مغربی ایشیا پر اپنی فوجی بالادستی برقرار رکھے۔ ان بین الاقوامی اداروں کو مضبوط کرے جو مغربی مفادات اور اقدار کو جواز مہیا کرتے ہیں اور ان میں غیر مغربی ممالک کی شمولیت کی حوصلہ افزائی کرے۔

طویل المیعاد اقدامات

طویل مدت کے حوالے سے کچھ دوسرے اقدامات کی ضرورت ہے۔ مغربی تہذیب' مغربی بھی ہے اور جدید بھی۔ غیر مغربی تہذیبوں نے مغرب زدہ ہوئے بغیر جدید بننے کی کوشش کی ہے۔ جاپان نے اس میں مکمل کامیابی حاصل کی ہے۔ غیر مغربی طاقتیں وہ دولت و طاقت' ٹیکنالوجی'

مہارت، مشینیں اور اسلحہ حاصل کرنے کی کوشش کریں گی جو جدید ہونے کی علامت ہیں۔ وہ اسے روایتی اقدار سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش کریں گی۔ مغرب کے بمقابل ان کی معاشی اور فوجی قوت میں اضافہ ہوگا۔ مغرب کو آہستہ آہستہ ان غیر مغربی تہذیبوں کے ساتھ مفاہمت کرنا ہوگی جو طاقت میں مغرب کے ہم پلہ ہوں گی، لیکن جن کی اقدار اور مفادات مغرب سے مختلف ہوں گے۔ اس کا تقاضا ہوگا کہ مغرب اپنی معاشی اور فوجی طاقت برقرار رکھے تاکہ ان تہذیبوں کے مقابلے میں اپنے مفادات کا تحفظ کرسکے۔ اس کا یہ تقاضا بھی ہوگا کہ مغرب دوسری تہذیبوں کی فلسفیانہ اور مذہبی بنیادوں کا بہتر فہم حاصل کرے اور معلوم کرے کہ وہ لوگ خود اپنے مفادات کو کس نظر سے دیکھتے ہیں۔ اس میں یہ کوشش بھی شامل ہوگی کہ مغربی اور دوسری تہذیبوں کے درمیان نقطہ ہائے اشتراک متعین کیے جائیں۔ مستقبل زیر بحث میں 'کوئی ایک آفاقی تہذیب نہ ہوگی' بلکہ یہ دنیا مختلف تہذیبوں کی دنیا ہوگی، جن میں سے ہر ایک کو دوسرے کے ساتھ رہنا سیکھنا ہوگا۔

ہم بندوں کے لیے رمضان المبارک مالک و آقا کا تحفہ خاص ہے۔

سمع و بصر ------ اس موقع پر

آل عمران، النسا، الحدید اور المزمل کی آیات

کے، خرم مراد کے درس پیش کرتا ہے

۱- زندگی کی منزل ۲- عدل کے علمبردار

۳- راہ دعوت کے مراحل

اور حافظ ادریس آپ کے لیے **"جنت کی خوشبو"** لائے ہیں۔

ہمارے ۹۵ کیسٹوں کے لیے۔

سمع و بصر، امبر موٹل، نرسری، کراچی، فون: ۴۳۱۱۵۹